روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | ہفتہ ۲۶- شوال ۱۴۱۱ھ، ۱۱- ہجرت ۱۳۷۰ ہش، ۱۱ مئی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۰۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی تعریف کے وقت خدا کی طرف دھیان لے جائیں

"جب خدا کی ذات کے تعلق میں اپنی ذات کا سوچا جائے اور اپنی تعریف ہوتے دیکھ کر خدا کی طرف دھیان نہ جائے تو یہ خطرناک بات ہے جس سے جماعت کو بچنا چاہیئے۔ خصوصاً عبادت کے وقت۔ یہ ایک اچھی ذہنی اور روحانی ورزش ہے کہ انسان جب (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے) کا عاشقانہ نعرہ بلند کرتا ہے تو تلاش کر کر کے اپنی حمد سے اپنے وجود کو خالی کر دے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا، مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوّت اور محبّت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دُور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزّت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچّی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۷۴-۱۷۵)

"اسی طرح قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے۔ یہ ایک صداقت تو ہے، مگر اس کا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں۔ یہ کشفی آنکھ کا کام ہے کہ وہ دکھلاتی ہے۔ اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی بتلائے کہ رُوح کا وجُود بھی ہے یا نہیں؟ ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں اور ہزار ہا فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہ کام تھا، تو پھر اختلاف کا کیا کام؟ کیونکہ جب آنکھ کا کام دیکھنا ہے، تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھ تو سفید چیز کو دیکھے اور بکر کی ویسی ہی آنکھ اس سفید چیز کا ذائقہ بتلائے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی، چہ جائیکہ اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۹۰)

خدا سے ذاتی تعلق

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"ہمارا اوڑھنا۔ بچھونا دعا ہی ہے۔ اور ہمیشہ دُعا ہی ہمارا اوڑھنا۔ بچھونا رہنی چاہیئے۔ خدا سے ذاتی تعلق میں جماعت احمدیہ کی زندگی ہے۔ اور کسی ایک انسان کا خدا سے ذاتی تعلق کا ہونا کافی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بکثرت دُنیا کے کونے کونے میں ہر احمدی کو یہ تعلق ذاتی طور پر قائم کرنا ہو گا۔ اور ہر احمدی کو اپنے علاقہ کے لئے اس الٰہی تعلق کا نشان بنتا ہو گا۔ جب تک بکثرت تمام دُنیا میں احمدیت کی صداقت کا یہ نشان ظاہر نہیں ہوتا آپ محض دلیل کی رو سے دُنیا کے دل نہیں جیت سکتے۔ دنیا اتنی تیزی کے ساتھ مادہ پرستی کی طرف دوڑ رہی ہے کہ وہ نقد سودوں کی عادی ہو چکی ہے۔ مشاہدات کی دُنیا میں رہتے رہتے انسان محض اس چیز کا قائل ہونے پر آمادہ ہوتا ہے جسے وہ آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھے"۔

درخواستِ دُعا

محترمہ سیدہ طیبہ نسیم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی بشارت احمد امروہوی صاحب اعصابی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ شفایابی کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

اسیرانِ راہ مولیٰ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

ہر رنج و راحت پر صبر کرنیوالا ہی مظفر و منصور ہوتا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"مولانا رومی رح نے خاص ایمان والے انسان کے متعلق ایک عجیب قصہ لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس لقمان بطرزِ غلام رہتے تھے۔ ان کو ان سے بڑی محبت تھی اور ان سے بڑا تعلق تھا اور جو کچھ وہ کھاتا انہیں بھی ساتھ شامل کرتا۔ ایک دفعہ بے فصل خربوزہ ان کے پاس آیا تو اس نے اس کی قاشیں کاٹ کر حضرت لقمان کو دیں تو انہوں نے اسے بڑے شوق سے کھایا پھر ایک اور دی اسے بھی بڑے شوق سے کھایا۔ آخر اس شخص کو بھی یہ خیال آیا کہ بڑے ہی مزے کی یہ چیز ہو گی جسے لقمان اتنے مزے اور شوق سے کھاتا ہے۔ جب اس نے خود ایک قاش لے کر منہ میں ڈالی تو وہ نہایت تلخ تھی۔ اس نے کہا لقمان یہ تو بڑی تلخ اور کڑوی ہے تم اسے اس مزے اور شوق سے کھا رہے ہو۔ تو حضرت لقمان نے جواب میں کہا کہ جس کے ہاتھ سے ہزاروں دفعہ میٹھی چیزیں کھائی ہیں اگر ایک دفعہ کڑوی اور تلخ کھالی تو کون سا حرج ہو گیا۔ اس شخص کے احسانات حضرت لقمان پر اتنے کیا ہونگے لیکن انہوں نے اس کی ایسی قدر کی کہ اس کی دی ہوئی تلخ شے کو بھی میٹھا سمجھ کر کھا لیا۔ پھر خدا

باقی صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱۔ ہجرت ۱۳۷۰ ہش ۱۱۔ مئی ۱۹۹۱ء

نیک بختی اور تقویٰ کی راہیں

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں :

"اصل بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور سعادت کی راہیں اختیار کرنی چاہئیں ۔ تب ہی کچھ بنتا ہے"

اسی سلسلہ میں حضور اقدس یہ بھی فرماتے ہیں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے :

"خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے ۔ خواہ مخواہ کے ظنِّ فاسد کرنے اور بات کو انتہا تک پہنچانا بالکل بے ہودہ اَمر ہے ۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ لوگوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں"

اس میں کیا شک ہے کہ کبھی کبھار غلطی تو کسی سے بھی سرزد ہو سکتی ہے ۔ لیکن عام طور پر اپنے آپ کو غلطی سے مبرّا رکھنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان بنیادی طور پر اپنے آپ کو اچھا بنا لے ۔ اچھے انسان کی غلطی کا امکان تو کبھی کبھار کے زمرہ میں آتا ہے اور جلدی اور آسانی سے معاف کیا جا سکتا ہے لیکن جس شخص کی فطرت مسخ اور ٹیڑھی ہو جائے وہ غلطی پر غلطی کرے گا اور شائد یہ بات سمجھ بھی نہ سکے کہ وہ غلطی کر رہا ہے ۔ اس لئے حضور اقدس فرماتے ہیں کہ اصل قابلِ غور بات یہ ہے کہ انسان نیک بختی اور تقویٰ کی طرف متوجہ ہو اور سعادت کی راہیں اختیار کرے ۔

اور یہ بات ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے کہ نیک بختی کی طرف توجہ کریں اور تقویٰ کی راہیں اختیار کریں ۔ خدا تعالیٰ یہ تو چاہتا ہے کہ لوگ نیک بنیں اور تقویٰ اختیار کریں لیکن یقیناً یہ اس کی سُنّت نہیں ہے کہ وہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر اسے نیکی کی راہوں پر لگائے ، وہ کسی فرد کی تو کیا کسی قوم کی بھی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود بدلنے کے لئے تیار نہ ہو ۔ اور اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش نہ کرے ۔

پس ہمارا فرض ہے کہ ہم نیک بختی اور تقویٰ کی راہوں کو ارادۃً اور عزم کے ساتھ اختیار کریں ۔ اور اپنی حالت کو بہتر سے بہتر بناتے رہیں ۔

رحم کر ، رحم ، مصیبت سے ہوئے ہیں دوچار
بنگلہ دیشی ہیں ان ایّام میں بے بس ، لاچار
وقت وہ آن پڑا ہے کہ خدا خیر کرے
ہمّت و حوصلہ کی ان کو بنا دے دیوار

ـــــ ابو الاقبال

مساعی وقف ہیں لوگوں کی اس جہاں کیلئے
مجھے تڑپ ہے فقط تیرے آستاں کیلئے

رہِ وفا میں مجھے امتیاز حاصل ہے
گری ہے برقِ تپاں میرے آشیاں کیلئے

خدا کے در کے فقیرو تمہیں مبارک ہو
کہ چُن لیا ہے تمہیں اُس نے امتحاں کیلئے

بنے ہو تختۂ مشقِ ستم اے درویشو !
لُٹا رہے ہو دل و جان جانِ جاں کیلئے

خطابِ خیرِ امم کا یہی تقاضا ہے
کہ دل میں جوشِ محبّت ہو انس و جاں کیلئے

اگرچہ اہلِ چمن ہو گئے ہیں بیگانہ
ہے پھر بھی فکر ہمیں اپنے گلستاں کیلئے

خلوصِ دل سے سہیں گے ہر ایک دکھ شبّیرؔ
نہیں ہے خوف ہمیں اپنے جسم و جاں کیلئے

شبّیر احمد

قطعہ

پھیلے ہوئے کہسار میں اللہ کا حُسن !
آفاق کے رُخسار میں اللہ کا حُسن !
اللہ کا حُسن ارض و سمٰوٰت میں ہے
تخلیق کے شہکار میں اللہ کا حُسن !!

سعید احمد اعجاز ـــــ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :

"تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبّر و غور سے پڑھنا چاہیئے اور اس پر عمل کیا جاوے ۔" (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۰۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے جس غیر معمولی رنگ میں ربوبیت فرمائی اور جس طرح نہایت ادنیٰ حالت سے ترقی دیتے دیتے آپ کو بلندیوں کے انتہا تک پہنچا دیا اس کی نظیر دنیا کے اور کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں ہی یتیم رہ گئے تھے آپ کے والد محترم آپ کی پیدائش سے بھی پہلے اور آپ کی والدہ ماجدہ آپ کی پیدائش کے چند سال بعد ہی وفات پا گئی تھیں۔ اس کے بعد کچھ عرصہ آپ کو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اپنے پاس رکھا مگر جب وہ بھی وفات پا گئے تو آپ اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں آگئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہوں نے بڑی محبت اور پیار سے، آپ کی پرورش کی اور ہر نازک سے نازک موقعہ پر انہوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ مگر آپ کی زندگی کا ایک واقعہ ایسا ہے جو ہمیشہ ہی میرے قلب کو مضطرب کر دیا کرتا ہے۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ آپ کے چچا کے گھر میں جب کھانا تقسیم ہوتا تھا تو آپ کبھی بڑھ کر مانگا نہیں کرتے تھے۔ باقی بچے لڑ جھگڑ کر مانگتے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف خاموش کھڑے رہتے اور جب آپ کی چچی آپ کو کچھ دیتی تو آپ لے لیتے۔ خود مانگ کر نہیں لیتے تھے۔ بالعموم اس واقعہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقار اور آپ کی متانت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ مگر میں تو جب بھی اس واقعہ کو پڑھتا ہوں۔ میری طبیعت رقت کے جذبات سے انتہائی مقام پر پہنچ جاتی ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہیں تھا بلکہ بچپن کا زمانہ تھا۔ اور آپ زیادہ سے زیادہ اس وقت آٹھ نو سال کی عمر کے تھے۔ اور آٹھ نو سالہ بچے کے متعلق یہ ثابت کرنا کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ وہ بڑا باوقار تھا۔ خواہ آئندہ چل کر وہ نبی ہی بننے والا کیوں نہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ کہ بچہ بچہ ہی ہے خواہ آئندہ زمانہ میں وہ نبی بننے والا ہو۔ میری طبیعت تو یہ واقعہ پڑھ کر اس خیال سے بے تاب ہو جاتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بچپن کی عمر میں بوجہ اپنی ذہانت اور سمجھ کے (بعض بچے جو ذہین نہیں ہوتے۔ وہ چچی اور ماں کا فرق کوئی زیادہ نہیں سمجھتے اور وہ اسی طرح چچی سے بھی لڑ جھگڑ کر چیزیں مانگ لیتے ہیں جس طرح ماں سے مانگی جاتی ہیں۔ مگر یہ محبت کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی عقل کی کمی کا نتیجہ ہوتا ہے) یہ محسوس کرتے تھے کہ میں اس گھر سے بطور حق کے کچھ نہیں مانگ سکتا۔ مجھ پر تو میرے چچا اور چچی کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے محبت اور پیار سے مجھے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ پس کبھی بھی اس واقعہ کو پڑھتے ہوئے میں بغیر اس کے کہ رقت مجھ پر غلبہ نہ پالے آگے نہیں گزر سکتا۔ اور میں ہمیشہ سوچتا ہوں کہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں کیا جذبات پیدا ہوتے ہوں گے۔ بعض دفعہ آپ کے چچا بھی موجود ہوتے اور چچا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی ایسی تھی کہ باپ کی طرح ہی تھی اسی وجہ سے بعض دفعہ ابو طالب جب گھر میں آتے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام بچوں سے الگ ایک طرف کھڑے دیکھتے اور یہ بھی دیکھتے کہ باقی بچے شور کر رہے ہیں اور لڑ جھگڑ کر چیزیں لے رہے ہیں۔ مثلاً مٹھائی تقسیم ہو رہی ہے تو ایک کہتا ہے میں مٹھائی کی ایک ڈلی نہیں دو ڈلیاں لوں گا۔ دوسرا کہتا ہے اماں تو نے تو مجھے کچھ بھی نہیں دیا۔ اسی طرح ہر بچہ اپنا اپنا حق جتا کر چیز کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کونہ میں خاموش بیٹھے ہوئے ہیں تو ابو طالب ان کو بازو سے پکڑ لیتے اور کہتے میرے بچے تو یہاں کیوں خاموش بیٹھا ہے پھر وہ آپ کو لا کر اپنی بیوی کے پاس کھڑا کر دیتے اور کہتے تو بھی اپنی چچی سے چمٹ جا اور اس سے مانگ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ چمٹتے اور نہ کچھ مانگتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دراصل انہی جذبات کا نتیجہ تھی کہ آپ سمجھتے تھے کہ میرا اس گھر پر کوئی حق نہیں اور جو کچھ مجھے ملتا ہے بطور احسان ملتا ہے۔ مجھ پر یہ نکتہ اس وقت کھلا جب میری بیوی سارہ بیگم فوت ہوئیں۔ اسی وقت اخبار میں جو مضمون میں نے شائع کروایا تھا۔ اس میں بھی اس واقعہ کا ذکر کر دیا تھا۔ سارہ بیگم کی بچی کی جوتی ایک دفعہ پھٹ گئی۔ جس گھر میں میں نے اسے رکھا تھا۔ انہوں نے نوکر کو کہا کہ بازار سے جا کر اس بچی کے لئے بوٹ لے آؤ۔ چار پانچ سال اس کی عمر تھی۔ وہ بوٹ لایا میں اس وقت صحن میں ایک طرف کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس نے بوٹوں کے جوڑے اپنی گودی میں لے لئے اور خوشی سے کودی اور کہا آہا میرے بوٹ آگئے۔ میرے بوٹ آگئے۔ مگر پھر میں نے دیکھا کہ یکدم اس کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اس نے زمین پر بوٹ رکھ دئے اور حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اور بے اختیار اس کی زبان سے نکلا ہائے اللہ اب میں یہ بوٹ دکھاؤں کسے۔ تب میرے لئے یہ امر حل ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علیحدہ بیٹھنا بھی اسی قسم کا تھا۔ یہ بچی ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئی تھی اور ۱۹۳۳ء کا یہ واقعہ ہے ایک چار سال کے بچے کے منہ سے یہ فقرہ مجھے عجیب قسم کا معلوم ہوا۔ کہ حیران ہو کر اس نے بوٹ زمین پر رکھ دیئے اور کہا ہائے اللہ اب میں بوٹ دکھاؤں کسے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو علیحدہ بیٹھنا تھا وہ بھی اسی رنگ کا تھا۔ اب یہ جذبات خواہ کتنے ہی بے چین کرنے والے ہوں اگر کوئی شخص اپنی زندگی کو خدا تعالیٰ کے لئے خرچ کر دیتا ہے تو پھر یہی غم کے جذبات دراصل کمزوری کے جذبات ہیں۔ اسے کہیں کا کہیں پہنچا دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف اس بچے کو دیکھو۔ جو صحن کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ سارے بچے اس کے پاس سے کودتے ہوئے گزر جاتے ہیں اور اپنی والدہ کے پاس پہنچ کر کوئی اس کے کندھے پر چڑھ جاتا ہے کوئی اس کے دامن سے لپٹ جاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے اماں میں فلاں چیز ایک نہیں دو لوں گا۔ کوئی کہتا ہے فلاں کو کیوں زیادہ دیا میں بھی اتنا ہی لوں گا۔ غرض کوئی کچھ کہہ رہا ہے اور کوئی کچھ۔ مگر وہ ایک گوشہ میں خاموش بیٹھا ہے سارے کا خیال اس کے دل میں نہیں آتا۔ اس کے دل میں آدھے کا خیال نہیں آتا۔ اس کے دل میں چوتھے حصہ کا خیال بھی نہیں آتا۔ اس کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ وہ بیسویں حصہ کا حق دار ہے بلکہ اس کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میری چچی مجھے کچھ دیتی ہے یا نہیں۔ باقی تمام بچے چمٹ چمٹ کر مانگتے ہیں۔ اصرار کر کے مانگتے ہیں۔ مگر وہ ایک گوشہ میں کھڑے یہ خیال کرتا ہے کہ دنیا میں میرا حصہ ہے ہی نہیں۔ میں اگر مانگوں تو کیوں مانگوں۔ اور اگر مانگوں تو کس سے مانگوں لیکن خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی بسر کرنے کے بعد وہی بے کس اور یتیم جب فوت ہوتا ہے تو دنیا میں اس کے سوا کسی اور کا حصہ باقی نہیں رہتا۔ ساری ہی دنیا اس کی ہو جاتی ہے۔ اور دنیا ہی نہیں خالق کون و مکان بھی کہتا ہے۔ - - - - - - - - -

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی زمانہ تھا کہ تو یہ سمجھا کرتا تھا۔ کہ مٹھائی کی ایک ڈلی، روٹی کے ایک ٹکڑے اور گوشت کی ایک بوٹی میں بھی تیرا حصہ نہیں۔ اور تو گوشہ تنہائی میں بیٹھا یہ خیال کیا کرتا تھا کہ جن پر میرا حق تھا وہ دنیا میں نہیں رہے۔ مگر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے پتہ بھی ہے کہ تیری پیدائش سے بھی پہلے جبکہ ابھی کائنات عالم وجود میں نہیں آئی تھی۔ ہم نے اسے پیدا ہی تیری خاطر کیا تھا۔ اور ہم نے اسی وقت سے یہ فیصلہ کیا ہوا تھا کہ تمام زمین و آسمان میں تیری خاطر بناؤں گا۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا۔

تلقینِ عمل

چوتھی چیز اخلاق میں سطح نظر کا اونچا کرنا اور اسے اونچا کرتے چلے جانا ہے۔ جب کبھی انسان کسی کام کے لئے اٹھتا ہے تو اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں یا تو وہ کامیاب ہوتا ہے یا ناکام ہوتا ہے جب وہ ناکام ہوتا ہے تو اس کا کام باقی ہوتا ہے اور وہ اس کو پورا کرنے کے لئے دوبارہ کوشش کرتا ہے اگر وہ پھر ناکام ہوتا ہے تو وہ سہ بارہ کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ساکن ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ ساکن ہو جاتا ہے تو تنزل کی طرف چلا جاتا ہے گویا جو فیل ہو جاتا ہے وہ تو کوشش کرتا ہے۔ تا دوبارہ کامیاب ہو جائے لیکن جو کامیاب ہو جاتا ہے وہ ساکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے سامنے تگ و دو کا میدان نہیں رہتا (دینِ حق) اسے جائز قرار نہیں

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــ نون ۔ سین

ایران اور سعودی عرب

اگرچہ ایران اور سعودی عرب دونوں اسلامی ممالک ہیں۔ لیکن ایران میں سعودی عرب کے خیال میں اسلامی بنیاد پرستی زیادہ ہے اور اس لئے دونوں کی سوچ میں فرق ہے۔ اگرچہ دونوں کے سفارتی تعلقات کچھ عرصہ منقطع رہنے کے بعد دوبارہ قائم ہو چکے ہیں۔

اپنے یورپین دورے کے اختتام پر لکسمبرگ سے جدہ روانہ ہوتے ہوئے ایران کے وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی نے لکسمبرگ کے وزیر خارجہ سے کہا کہ مشرق وسطیٰ میں جو حفاظتی تدابیر سوچی جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایران کو کسی طرح خارج نہیں کیا جا سکتا۔ ایران اس علاقے کا سب سے بڑا ملک ہے اور ہماری خواہش ہے اور ضرورت بھی کہ اس علاقے میں جو بھی سفارتی اقدامات کئے جائیں ان میں ہمارا ہاتھ ہونا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کی راہنمائی میں خلیج تعاون کونسل ایک ڈھیلا ڈھالا سا اتحاد ہے۔ جسکا اقتصادی نظام اور دفاعی نظام کمزور ہے۔ اگرچہ اس نظام نے ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۸ء تک ایران عراق جنگ میں عراق کی مدد کی لیکن وہ عراق کو کویت پر حملہ کرنے سے روک نہیں سکے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس کونسل میں ایران جو کہ اس علاقے کا سب سے بڑا ملک ہے۔ اسے شامل نہیں کیا گیا تھا۔ سعودی وزیر خارجہ کے ایک نمائندے نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ چونکہ خلیج میں سب سے زیادہ ساحلی علاقہ ایران ہی سے لگتا ہے۔ ایران کو اس علاقے میں امن کی ہر کوشش میں شامل کیا جانا چاہیئے لیکن انہوں نے کہا کہ اگر اس علاقے کے حفاظتی اقدامات میں ایران کو بھی شامل کیا گیا تو یہ سکیم اس سکیم سے مختلف ہوگی جو مصر اور شام اور خلیج تعاون کونسل نے اپریل میں دمشق میں منظور کی تھی۔ کیونکہ تہران نے اس سکیم پر اعتراض کئے ہیں۔ سعودی نمائندے نے کہا کہ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایران کو کیا کردار دیا جائے گا۔ البتہ ایران کے وزیر خارجہ ولایتی نے کہا ہے کہ خلیج تعاون کونسل کے اراکین یعنی سعودی عرب کویت متحدہ عرب امارات قطر۔ بحرین اور اومان نے یہ تجویز کیا ہے کہ ایران ان کے ساتھ اقتصادی اور تجارتی اور ثقافتی امور میں تعاون کرے۔ ہم اس بات پر غور کر رہے ہیں اور عنقریب اس کا جواب دیں گے۔

حسین محمد ارشاد اور انکے مقامات

بنگلہ دیش کے معزول صدر حسین محمد

ارشاد نے ۶ دسمبر کو اپنے عہدے سے استعفیٰ دیا تھا ان کے ۹ سالہ اقتدار کے خلاف ملک بھر میں احتجاج ہو رہے تھے اور لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ بد دیانت ہیں اور بطور ڈکٹیٹر کے حکومت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی معزولی پر ایک مقدمہ ان کے خلاف یہ دائر کیا گیا کہ ان کے گھر سے آٹھ بندوقیں برآمد ہوئیں۔ جو انہوں نے بغیر لائسنس کے رکھی ہوئی تھیں۔ ۱۸ فروری کو اس مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ اب انہوں نے ایک ۱۲ صفحے کا دفاعی بیان پڑھتے ہوئے عدالت کو بتایا کہ ان کے خلاف جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور بے بنیاد ہیں۔ ان کو سیاسی اغراض کے لئے گھڑا گیا ہے، ایک خاص ٹریبونل میں ان کا مقدمہ چل رہا ہے۔ جس میں محمد حبیب اللہ جج کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ مقدمہ دائر کرنے والوں کا بیان ہے کہ انہوں نے یہ بندوقیں ان کے گھر سے اس وقت برآمد کیں جب کہ وہ ۶ دسمبر کو استعفیٰ دے چکے تھے۔

حسین محمد ارشاد کی عمر اس وقت ۶۱ سال ہے اور انہیں بعض دیگر مقدمات کا بھی سامنا ہے۔ ایک مقدمہ اس بات پر بھی دائر کیا گیا ہے کہ ان کے گھر سے ۵ لاکھ ڈالر کی رقم ملی جس کے متعلق وہ یہ نہیں بتا سکے کہ یہ انہیں کس طرح حاصل ہوئی۔ وہ فوج کے ایک سابق جرنیل ہیں جنہوں نے ۱۹۸۲ء میں حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب ان کے خلاف اقتدار کو غلط طریق پر استعمال کرنے اور بد دیانتی کے ۹ دیگر مقدمات چل رہے ہیں۔ پہلے انہیں گھر ہی میں نظر بند کیا گیا تھا اور یہ گھر خاصا آرام و آسائش والا تھا۔ دسمبر کے وسط سے انہیں وہیں رکھا گیا۔ لیکن گذشتہ ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ ہوا کہ انہیں ڈھاکہ سنٹرل جیل میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے جیل کے کمرے کے متعلق شکایات پیش کی ہیں۔ وہاں کل قیدیوں کی تعداد تین ہزار ہے۔ انہیں ان سب سے الگ رکھا گیا ہے اور جو سیاسی طور پر انہیں مراعات ملنی چاہئیں۔ وہ نہیں مل رہیں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ انہیں ایک ایسے کمرے میں رکھا گیا ہے۔ جسے موت کی کال کوٹھڑی کہا جا سکتا ہے "مجھے خوراک بھی کم معیار کی مل رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ میں ان حالات سے گذر کر ہلاک ہو جاؤں"۔

انہوں نے مزید کہا کہ میں یہ تو نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جانے والا ہے۔ اور جب وہ یہ بات کہہ رہے تھے تو ان کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ حکمرانوں نے بتایا کہ ارشاد کے پاس دو کمرے ہیں جن کے ساتھ غسل خانہ بھی ہے۔ ایک چارپائی ایک میز ایک کرسی اور چھت کے دو پنکھے انہیں میسر ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ وہ خاصے آرام میں ہیں البتہ حکمرانوں نے انہیں ایئر کنڈیشنر دینے سے انکار کر دیا ہے۔

جہاں تک بندوقوں کا تعلق ہے انہوں نے کہا کہ یہ انہیں بیرونی ممالک سے تحفے کے طور پر ملی تھیں۔ انہیں عراق سے تین پستول ملے۔ ایک یمن سے ملا اور چار ڈبل بیرل بندوقیں بیرونی ممالک کے عمائدین سے جنہوں نے بنگلہ دیش کا دورہ کیا تھا۔

خالدہ ضیاء کو یقیناً حسین محمد ارشاد کے مستقبل سے اسی رنگ میں دلچسپی ہوگی کہ یا تو وہ سیاست چھوڑ جائیں یا ان کے مبینہ جرائم کی انہیں پوری پوری سزا ملے"۔

بلا تبصرہ

حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے

لندن: ۲۷ اپریل۔ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور ان کا دوبارہ جی اٹھنا محض بے ہوشی سے ہوش میں آنا تھا۔ یہ بات دو برطانوی ریسرچ سکالرز نے جمعہ کے روز یہاں شائع ہونے والے ایک مضمون میں کہی۔

حضرت عیسیٰ صلیب پر بلڈ پریشر کی کمی کی وجہ سے بیہوشی کا شکار ہو گئے تھے لیکن ان کی جلد کی رنگت کا بدلنا اور ان کا حرکت نہ کرنے کو غلطی سے ان کی وفات سمجھ لیا گیا۔ اور اس امر میں بہر حال کوئی شک نہیں کہ ان کے قریب کھڑے ہوئے لوگ یہی سمجھے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ یہ انکشاف ۸۲ سالہ ٹریور لائڈ ڈیویز اور ان کی بیوی مارگریٹ نے کیا۔ دونوں میاں بیوی مذہبی عالم ہیں۔

جب ان کو صلیب سے اتار کر زمین پر لٹایا گیا تو ان کا دوران خون بحال ہو گیا۔ اس کے بعد ان سے چونکہ زندگی کے آثار ظاہر ہوگئے اسلئے ان کو قبر میں نہیں منتقل کیا گیا بلکہ کہیں اور لیجایا گیا جہاں ان کا علاج ہوا۔ یہ تفاصیل رائل کالج آف فزیشن لندن کے مجلہ میں شائع ہوئی ہیں

مسٹر اور مسز لائیڈ ڈیویز نے یہ بات نوٹ کی کہ بائبل کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب دیئے جانے کے چھ گھنٹے کے بعد فوت ہوئے۔ حالانکہ اکثر لوگ جن کو صلیب دی گئی تھی وہ صلیب دیئے جانے کے تین چار دن بعد تک زندہ رہے۔

'Christ did not die on the cross'

LONDON, April 27: Jesus Christ did not die on the cross and his resurrection was only a resuscitation, two British researchers claimed in an article published on Friday.

Christ lost consciousness on the Cross due to a drop in blood pressure, but "his ashen skin and immobility were mistaken for death and there is no doubt that the bystanders believed he was dead," according to Trevor Lloyd Davies, 82, and his wife Margaret, a theologian.

"The circulation was restored when he was taken down from the cross and laid on the ground. As Jesus showed signs of life he was not placed in a tomb but taken away and tended," according to the article in the journal of the Royal College of Physicians of London.

Mr and Mrs Lloyd Davies noted that Christ was said to have died after six hours on the cross, according to the Gospels, whereas most people crucified suffered as long as three or four days.

Mr Lloyd Davies asked the Church not to get "steamed up" over his theory, saying "the Church will be stronger if it accommodates proven knowledge within its creeds."

C[illegible] officials noted that sc[illegible]ts have long attempted [illegible]find explanations of the resurrection and other miracles.—AFP

مسٹر لائیڈ ڈیویز نے چرچ سے کہا ہے کہ وہ ان کی تحقیق پر ناراض نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ یہ مصدقہ معلومات کو اپنے عقائد کا حصہ بنانا تسلیم کرے تو اس سے چرچ مضبوط ہوگا

چرچ کے افسران نے کہا ہے کہ سائنس دان ایک عرصے سے یہ کوششیں کر رہے ہیں کہ وہ مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے اور دیگر معجزات کی کوئی توجیہ تلاش کر سکیں۔

(روزنامہ ڈان کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاد احمد خان یوسف زئی

خوشحال خان خٹک

خوشحال خان خٹک کے والد کا نام شہباز خان اور دادا کا نام یحییٰ خان اور پردادا کا نام ملک اکوڑے تھا۔ آپ پشتو کے عظیم شاعر۔ سپہ سالار اور پٹھانوں کے مشہور قبیلے خٹک کے سردار تھے۔ جو ضلع نوشہرہ کے علاوہ ضلع مردان اور ضلع کوہاٹ اور ضلع کرک میں آباد ہیں۔

آپ ۱۶۱۳ء میں اکوڑہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ یہ جگہ دریائے سندھ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر شاہراہ اعظم (G.T ROAD) اور دریائے لنڈی (دریائے کابل) کے درمیان واقع ہے اور ملک اکوڑی کے نام سے موسوم ہے۔ اور موجودہ وقت میں اکوڑہ۔ جہانگیرا اور نوشہرہ کے درمیان جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔

۱۶۴۱ء میں شہباز خان خٹک قبیلہ یوسف زئے سے لڑتے ہوئے مارا گیا اور اس کے بعد خوشحال خان خٹک ۲۸ برس کی عمر میں اپنے قبیلے کا سردار بنا۔

خوشحال خان خٹک شاہجہان مغل بادشاہ کا دوست تھا اور اس کی طرف سے کئی لڑائیاں لڑی ہیں۔ کانگڑے کے راجہ جگت سنگھ سے جنگ لڑی اور تاراگڑھ کا قلعہ فتح کیا اور اس کے بدلے آپ کو مارچ ۱۶۴۲ء میں ۴ لاکھ روپے نقد اور اڑھائی لاکھ روپے کی جاگیر لاہور میں عطا ہوئی۔ اسی طرح ۱۶۴۵ء میں خوشحال خان خٹک نے اٹک اور ہندوکش کی حفاظت کی۔ اور ۱۶۴۶ء میں بلخ و بدخشاں کی فوجی مہم میں بھی وہ شہنشاہ کے ساتھ ہمرکاب رہا۔ ۱۶۵۹ء تک زیادہ تر ہندوستان ہی میں مقیم رہا۔

شاہجہان کے بعد جب شاہجہان کا لڑکا اورنگزیب عالمگیر بادشاہ بنا اور وہ خوشحال خان کے خلاف تھا۔ اس لئے کہ اورنگ زیب نے اپنے والد شاہجہان کو قید کر دیا تھا اور حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس پر خوشحال خان ناراض ہو گیا تھا۔

اس وقت کابل کا گورنر مہابت خان تھا جو خوشحال خان خٹک کا دوست تھا اس کو عالمگیر نے حیدر آباد دکن کا گورنر مقرر کیا۔ اور اس کی جگہ سید امیر خان کو کابل کا گورنر مقرر کیا گیا۔ سید امیر خان اور حاکم پشاور عبدالرحیم دونوں یوسف زئے قبیلے کی حمایت میں تھے۔ انہوں نے خوشحال خان خٹک پر الزامات عائد کئے اور اس کو پابہ زنجیر پشاور سے دہلی بھیجا اور وہاں پر قید کر دیا۔ اور اس کے بعد اس کو غزنی گوالیار سے قلعہ رنتھمبور میں قید کیا۔ اس نے اس قید کے دوران ایک نظم لکھی جس کا عنوان ہے "فراق نامہ"۔ اس نظم میں خوشحال خان خٹک نے اپنی بے گناہی کا ثبوت دیا ہے اور کہا کہ میں بے گناہ ہوں۔ میں بغیر کسی گناہ کے قید کر دیا گیا ہوں۔ آپ کی اس نظم کے کل اشعار ۲۲۰ ہیں۔ ۱۶۶۸ء میں قید سے آزاد ہو کر اپنے علاقہ میں دوبارہ واپس آ گئے۔

۱۶۶۷ء میں یوسف زئے قبائل کی جنگیں سرد پڑ گئی تھیں اور اس وقت گورنر کابل محمد امین خان تھا۔

۱۶۷۲ء میں درہ خیبر کے قبائل نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور آفریدی سردار اکمل خان نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ایک اور آفریدی سردار دریا خان شامل ہوا۔ اور اس کی بادشاہت کے اعلان پر خوشحال خان خٹک بھی وہاں گیا۔ اور ان کے ساتھ شریک ہوا۔

یکم مئی ۱۶۷۲ء میں انہوں نے علی مسجد کے مقام پر اور لعبی کے نزدیک لنڈی کوتل سے ۲½ میل طورخم کی طرف کے مقام پر انہوں نے مغل فوج جن کی تعداد ۴۰۰۰۰ تھی۔ محمد امین خان کی قیادت میں تھی۔ ان کو شکست دی اور ۴۰۰۰۰ فوج میں صرف چار آدمی بچے تھے۔ ان میں ایک خود محمد امین خان تھے۔

اور ۱۶۷۴ء تک نوشہرہ۔ دوآبہ اور گڑپہ میں مغل فوج کا مقابلہ کیا۔ ۲ مارچ ۱۶۷۴ء میں گڑپہ کے مقام پر انہوں نے مغل فوج کو ایسی شکست دی کہ خود عالمگیر کو میدان میں آنا پڑا۔ عالمگیر کے ایک منصبدار ترک سپہ سالار اعز خان نے مہمند قبائل پر فتح حاصل کی۔ مگر خوشحال خان خٹک پھر بھی ان کے خلاف سرگرم عمل رہا اور ایک بار پھر ۱۶۷۵ء میں خالپش اور بعد ازاں گنبت میں مغل فوج کو شکست دی۔ محمد امین خان کے بعد امیر خان کابل کا گورنر ۱۶۷۵ء میں بنا اور اس نے پٹھانوں کے غصے کو ٹھنڈا کرنا چاہا مگر خوشحال خان خٹک کا ولولہ سرد نہ ہوا۔ اور اس نے پٹھانوں کی خود مختاری کی جنگ جاری رکھی۔

آخر جب ایسا نہ ہوا تو مغل گورنر نے اس کے دو بیٹوں اشرف خان اور بہرام خان کو بلایا۔ اور کافی رقم انعام کے طور پر دی اور والد کے خلاف کر دیا اور انہوں نے خوشحال خان خٹک کے خلاف لڑائیاں لڑیں جس کی وجہ سے خوشحال خان خٹک کی طاقت گھٹتی رہی۔ اور آخر پیرانہ سالی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے گوشہ نشینی اختیار کی اور بروز جمعہ ۱۹ فروری ۱۶۸۹ء کو ۷۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔

اکوڑہ سے چار میل مغرب میں اسوڑی کے مقام پر آپ کا مدفن ہے آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے وہاں دفن کریں جہاں مغل سواروں کے گھوڑوں کی گرد بھی نہ پہنچے۔

خوشحال خان خٹک حنفی المذہب تھے۔ شیخ رحمکار یہ عرف کاکا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اس کا مرید تھا۔

ایک دلاور جنگجو ہونے کے علاوہ خوشحال خان خٹک ایک ممتاز عالم شاعر اور صاحب تصنیف و تالیف بھی تھے آپ نے ۴۵۰۰۰ اشعار کہے ہیں جس میں رباعی مخمس۔ غزلیں۔ نظمیں سب شامل ہیں۔

آپ کے تمام اشعار میں عشق۔ اخلاق تصوف اور اجتماعی مسائل کے مضامین ہیں۔ وطن دوستی کے اشعار بھی کہے ہیں۔

بعض مؤلفوں نے خوشحال خان خٹک کی کتابوں کی تعداد دو سو سے زائد بتائی ہے۔ لیکن ان میں سے مشہور اور موجود حسب ذیل ہیں۔

(۱) دیوان یا کلیات (۱۶۰۰۰ اشعار پر مشتمل) (۲) باز نامہ (پشتو نثر) (۳) صحت الابدان (طب اور اصول صحت کے بارے میں اشعار کی صورت میں بیان)، (۴) ترجمہ ہدایہ (فقہ حنفی کا پشتو ترجمہ) (۵) آئینہ (عربی کی کتاب فقہ سے پشتو نثر میں ترجمہ) (۶) فضل نامہ (پشتو مثنوی فقہ کے مسائل) (۷) سوات نامہ (سوات کی سیر۔ (۸) فرخ نامہ (شمشیر زنی قلم کے مناظر۔) (۹) فراق نامہ (قید کے دوران لکھے اشعار) (۱۰) دستار نامہ (اخلاق سیاست پر تالیف ہے (۱۱) بیاض (نثر پشتو میں تاریخی یادیں) (۱۲) زنجیری (پشتو نثر (SHORT HAND) (۱۳) ریاض الحقیقت وغیرہ

خوشحال خان نے اپنے پیچھے ایک بڑا خاندان چھوڑا۔ آپ کے بیٹے ۶۰ سے زائد تھے۔ جن میں ۶۰ کے قریب نام دائرہ معارف اسلامیہ نے لکھے ہیں۔ کہ ہمیں یاد ہیں مگر لکھے نہیں ہیں۔ دو تین کے نام یہ ہیں۔ اشرف خان عبدالقادر خان۔ گوہر خان۔ صدر خان۔

اور آپ کی ۳۲ کے قریب لڑکیاں تھیں۔ جن میں حلیم سب سے زیادہ ذہین تھی۔ عالم اور شاعرہ بھی تھیں اور بیٹوں میں سب سے زیادہ شہرت افضل خان نے پائی جس نے تاریخ مرصع تالیف کی۔ اور کاظم خان شیدا پشتو میں صاحب دیوان تھے۔

خوشحال خان خٹک کے مزار پر ایک شعر لکھا ہوا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"میں نے افغان قوم کی عزت و ناموس کے لئے تلوار کمر سے باندھ لی ہے میں ہوں زمانے کا غیور و جسور اور باحمیت خوشحال خان خٹک"

زراعت

دودھ کی پیداوار کے مقابلہ جات

دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے مویشیوں کی افزائش یا تو انتخاب کی بنیاد پر کی جاتی ہے یا پھر مخلوط (دوغلی) نسل کشی کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ انتخاب کی بنیاد پر مویشیوں کی افزائش سے دودھ کی موجودہ پیداوار کو دوگنا کرنے کے لئے کم و بیش ایک صدی درکار ہوتی ہے۔ جبکہ یہی مقصد مخلوط نسل کشی کے ذریعے صرف پانچ سال کے قلیل عرصے میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے گزشتہ پندرہ سولہ سال سے گائیوں کی مخلوط نسل کے ارتقاء کے لئے تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ اور اب ماہرین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مخلوط نسل کی گائیں مقامی دیسی گائیوں سے ۲½ فی صد زیادہ دودھ دیتی ہیں۔ زیادہ پیداوار دینے والے مویشیوں کی افزائش میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ گزشتہ کئی سالوں سے تحصیل، ضلع اور ڈویژن کی سطح پر گائیوں، بھینسوں اور بکریوں میں دودھ کی پیداوار کے مقابلہ کا اہتمام کر رہا ہے۔ ڈویژنل سطح پر مقابلہ میں سبقت حاصل کرنے والے مویشیوں کو قومی سطح پر منعقد ہونے والے نیشنل ہارس اینڈ کیٹل شو کے موقع پر دودھ کے مقابلوں میں شمولیت کا اہل قرار دیا جاتا ہے۔ قومی سطح پر مقابلوں میں اوّل آنے والے کے لئے دودھ کی پیداوار کی کم سے کم حد دوغلی گائیوں میں ۲۴، لٹر مقامی گائیوں اور بھینسوں میں ۳۲

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادسیہ کی جنگ

شاہ معین الدّین احمد ندوی لکھتے ہیں :۔

"مسلمان پہلے سے تیار تھے محرم سنہ ۲۴ھ میں فریقین صف آرا ہوئے۔ عین اسی موقع پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو عرق النساء کا دورہ ہوا اور وہ نقل و حرکت سے مجبور ہو گئے۔ اس لئے اپنی جگہ خالد ارفطہ کو سپہ سالار مقرر کیا اور خود میدانِ جنگ کے قریب ہی ایک محل میں جہاں سے جنگ کا پورا نقشہ نظر آتا تھا ٹھہر گئے۔ اور یہیں سے لڑائی کا رنگ دیکھ کر احکام بھیجتے رہتے تھے۔ بعد نمازِ ظہر جنگ کا آغاز ہوا اور رات کی تاریکی تک نہایت گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ یہ قادسیہ کا پہلا معرکہ تھا جو یوم ارماث کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرے دن پھر مقابلہ ہوا اور پہلے دن سے بھی زیادہ گھمسان کا رن پڑا۔ عین لڑائی کے وقت حضرت عمرؓ کی بھیجی ہوئی تازہ دم فوج پہنچ گئی اور اس کے ساتھ ہی سفرا و ممتاز بہادروں کے لئے تحائف لائے اور میدان جنگ میں اعلان کیا کہ "امیر المؤمنین نے ان بہادروں کے لئے یہ تحائف بھیجے ہیں جو اپنے کو ان کا مستحق ثابت کریں" اس امتیاز کے حصول کے لئے مسلمانوں نے جانیں لڑا دیں اور صبح سے شام تک نہایت خونریز جنگ ہوتی رہی۔ رات کی تاریکی میں دونوں الگ ہوئے۔ اس معرکہ میں دس ہزار ایرانی سپاہ کام آئی۔ اس کے بڑے بڑے ممتاز اور نامور افسر مارے گئے۔ دو ہزار مسلمان شہید ہوئے اور جنگ دوسرے دن کے لئے ملتوی ہو گئی۔ اس جنگ کا نام یوم اغواث ہے۔ وقت گذرنے کے بعد تیسرا معرکہ شروع ہوا۔ یہ دونوں گذشتہ معرکوں سے زیادہ ہیبت ناک تھا اس جنگ میں مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان رساں کوہ پیکر ہاتھیوں کی صفیں تھیں انہیں دیکھ دیکھ کر عربی گھوڑے بھڑکتے تھے مسلمانوں نے گھوڑوں پر جھولیں ڈال کر ان کا جواب پیدا کیا۔ لیکن سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ہاتھیوں کی قطار جدھر رخ کر دیتی تھی صف کی صف درہم برہم ہو جاتی تھی۔ یہ صورت دیکھ کر چند جانباز مسلمان نیزے لے لے کر ہاتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور تاک تاک کر ان کی آنکھیں بے کار کر دیں۔ قعقاعؓ نے نشان کے سفید ہاتھی پر ایسا وار کیا کہ سونڈ مستک سے الگ ہو گئی۔ وہ جھرجھری لے کر بھاگا اسے دیکھ کر اس کے پیچھے والے تمام ہاتھی بھی بھاگ نکلے اور یہ دیوارِ آہن ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد مسلمانوں کو کھل کر قوت آزمائی کا موقع ملا اور انہوں نے پوری قوت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اور اس گھمسان کا رن پڑا کہ تلواروں کی کھچا کھچ۔ نعروں کی گونج اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ کے سوا اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ دن بھر ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ رات کو بھی اسی شدت کی جنگ جاری رہی۔ دوسرے دن دوپہر کو لڑائی کا فیصلہ ہوا۔ رستم نہایت پامردی سے مقابلہ کر رہا تھا لیکن آخر میں زخموں سے چور ہو کر بھاگا۔ راستہ میں ایک ندی تھی۔ اس میں کود کر نکل جانا چاہا مگر ایک مسلمان نے جو تعاقب میں تھا ندی سے نکال کر قتل کر دیا۔ اس کے قتل ہوتے ہی ایرانی فوجوں نے میدان چھوڑ دیا۔ اس معرکہ میں بیس ہزار ایرانی مقتول ہوئے اور ان کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ گو اس کے بعد عرصہ تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن ایرانیوں کی اصل قوت قادسیہ کی جنگ میں ٹوٹ گئی تھی۔

اس عظیم الشان فتح کے بعد سعدؓ بن ابی وقاص نے حضرت عمرؓ کو فتح کا مژدہ سنایا۔ جس دن سے قادسیہ کی جنگ چھڑی تھی۔ حضرت عمرؓ کو نہایت بے چینی کے ساتھ خبروں کا انتظار رہتا تھا اور آپ قاصد کے انتظار میں روزانہ مدینہ کے باہر نکل جاتے تھے اس لئے سعدؓ بن ابی وقاص کا قاصد شہر کے باہر ہی ملا۔ اس سے حالات پوچھے۔ وہ آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ اس لئے وہ سواری پر سے حالات بتاتا جاتا تھا اور حضرت عمرؓ سواری کے ساتھ دوڑتے جاتے تھے۔ اسی حالت میں دونوں شہر میں داخل ہوئے۔ یہاں اس کو معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین یہی ہیں اس وقت وہ بہت سراسیمہ ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کچھ حرج نہیں۔ تم حالات بیان کرتے جاؤ۔ زبانی حالات سننے کے بعد

باقی صـ۷ـ پر

سول ڈیفنس

کاشف حبیب

تعارف ۔ حادثات رونما ہونے پر عوام میں سے ہی ان کی خدمت کے لئے ایک تنظیم قائم کر دی جاتی ہے۔ اس کے رضاکار حکومتی منتظمین کے ماتحت رہ کر کام کرتے ہیں اس تنظیم کا نام شہری دفاع یا سول ڈیفنس کی تنظیم ہے۔

اہمیت اس تنظیم کی اہمیت مسلّم ہے، جنگوں میں صرف افواج ہی جنگ کا نتیجہ نہیں نکالتیں بلکہ عوام ان کے ساتھ مل کر کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم میں جرمنی اور جاپان کی شکست کا سبب بہتر اسلحے کے باوجود کیا تھا؟ سول ڈیفنس کی غیر موجودگی ہمارے ان بھائیوں کو جو شہری دفاع کی تنظیم سے غافل ہیں نہیں بھولنا چاہیئے کہ گذشتہ عالمگیر جنگ میں جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر کیا بیتی خود جاپانی تسلیم کرتے ہیں کہ وہاں زیادہ تر تباہی اس لئے آئی کہ شہری دفاع کی تنظیم مفقود تھی، شہروں پر جب بم گرے تو عوام خوفزدہ ہو گئے۔ ان پر دہشت و سراسیمگی طاری ہو گئی جس کے باعث لاکھوں افراد چشم زدن میں لقمۂ اجل بن گئے ہزاروں زخمی ہوئے، خاندانوں کے خاندان صفحۂ ہستی سے مٹ گئے اس لئے کہ وہاں کے لوگوں نے شہری دفاع کی تنظیم قائم نہ کی تھی اگر ہم فیصلہ کر لیں کہ شہری دفاع میں کسی نہ کسی صورت ضرور حصہ لینا ہے تو تھوڑے دنوں میں تربیت یافتہ افراد کی جماعتیں تیار ہو سکتی ہیں۔ ذیل میں اس کا مختصر تعارف دیا جاتا ہے نیز یہ کہ یہ تنظیم امن کے زمانے میں رونما ہونے والے حادثات مثلاً سیلاب، زلزلے وغیرہ میں بھی قابلِ ذکر خدمات سرانجام دیتی ہے مگر اسے صحیح معنوں میں اپنے جوہر دکھانے کا موقع جنگ کے زمانے میں ملتا ہے۔

ہوائی حملے کے اوقات دشمن عموماً آدھی رات یا سحری کے وقت یا جب سورج طلوع و غروب میں مصروف ہو تب حملہ کرتا ہے یہ بات نکتہ بین حضرات نے خلیجی جنگ میں بھی محسوس کی ہو گی۔

جنگی ہتھیار عام طور پر درج ذیل ہتھیار استعمال ہوتے ہیں۔ طاقتور بارودی بم، میزائیل، آگ لگانے والے بم، تابکار بم، ایٹمی حیاتیاتی اور کیمیائی ہتھیار، سکڈ اور گائیڈڈ یا خودکار میزائیل بین البر اعظمی بیلسٹک میزائیل قلم یا گھڑی وغیرہ کی شکل کے ہتھیار، ففتھ کالم یعنی جاسوس اور دشمن کے ایجنٹ

ذرائع بنیادی ذرائع تین ہیں۔
۱۔ بچاؤ اور احتیاطی تدابیر
۲۔ سول ڈیفنس سروسز۔ ۳۔ حملے کے بعد کی تدابیر۔

بچاؤ اور احتیاطی تدابیر دشمن کے جہازوں کی آمد کے وقت سائرن بجا کر آگاہی کی جاتی ہے، اہم جگہیں بتیوں سے ڈھانپ دی جاتی ہیں روشنی زیادہ سے زیادہ اتنی رکھی جاتی ہے کہ جتنی عام لالٹین زمین سے ۴½ فٹ کی بلندی سے پھینکتی ہے وہ بھی گھر میں کھلی جگہ روشنی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور سائرن بجنے پر وہ بھی بجھانی ہو گی۔ اہم جگہوں سے افراد کو نکال کر دوسری جگہوں پر پھیلا دیا جاتا ہے۔ حملے سے بچاؤ کے لئے خندقیں یا زمین دوز کمرے تعمیر کئے جاتے ہیں۔ فی خندق سولہ آدمی چھپ سکتے ہیں شکل سمجھ یوں ہوتی ہے۔

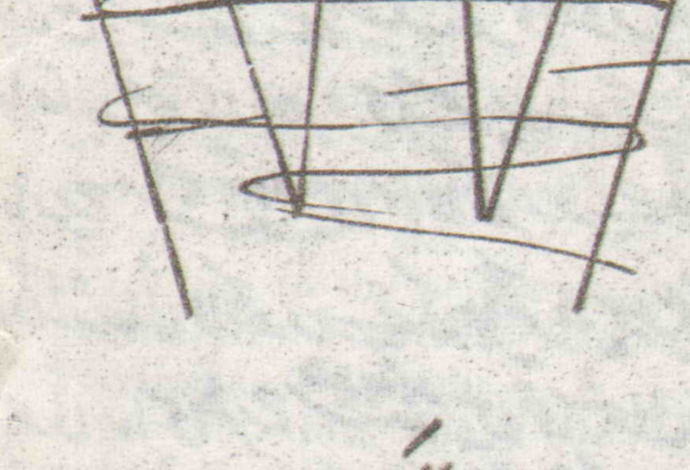

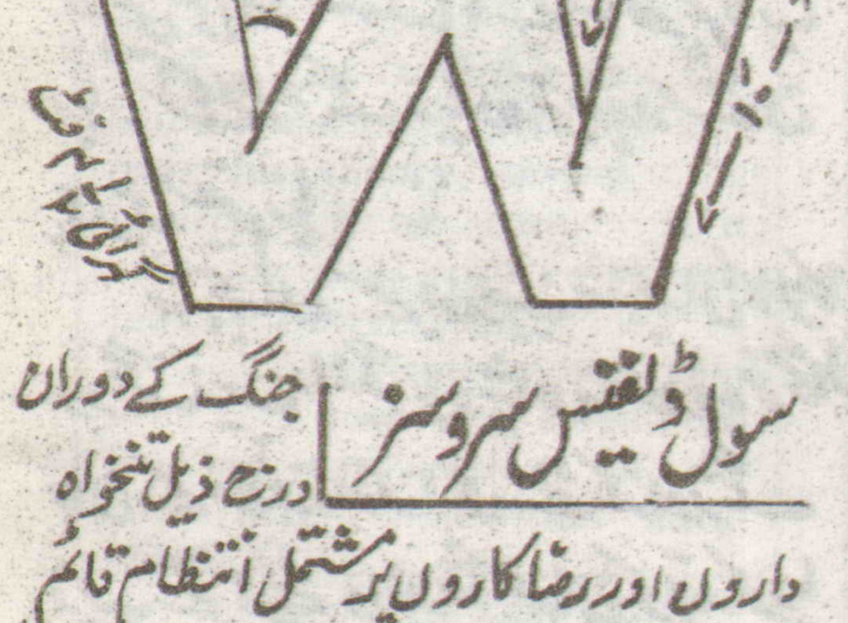

سول ڈیفنس سروسز جنگ کے دوران درج ذیل تنخواہ داروں اور رضاکاروں پر مشتمل انتظام قائم کئے جاتے ہیں۔ (۱) وارڈن سروس (۲) کنٹرول اور رابطہ (۳) آگ سے نمٹنا (۴) زخمیوں کی دیکھ بھال۔ اس کے تحت فرسٹ ایڈ پارٹیاں، ایمبولینس فرسٹ ایڈ پوسٹ، موبائیل یونٹس اور ہسپتال آتے ہیں (۵) مردوں اور زخمیوں کو ملبے سے نکالنا (۶) ناکارہ بم ٹھکانے لگانا۔ (۷) بہبودی سروس (۸) ٹرانسپورٹیشن سروس (۹) سپلائی سروس (۱۰) انجینئرنگ سروس (۱۱) امدادی پولیس (۱۲) خصوصی ہتھیاروں سے

باقی صـ۷ـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جانوروں سے انسانوں کو منتقل ہونے والی بیماریاں

انسان اپنی خوراک کا بہت ضروری حصہ یعنی گوشت اور دودھ وغیرہ جانوروں سے حاصل کرتا ہے۔ اس لئے انسانوں کا حیوانی بیماریوں سے متاثر ہونا ایک فطری سی بات اور آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ لیکن خوش کن امر یہ ہے کہ ان بیماریوں کی بروقت تشخیص اور روک تھام کا بندوبست کر لیا جائے تو ہم کافی حد تک حیوانوں سے انسانوں کو منتقل ہونے والی بیماریوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اگرچہ ان بیماریوں کی فہرست کافی طویل ہے لیکن یہاں صرف چند اہم بیماریوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ تپ دق یا ٹی بی

دودھ دینے والے جانوروں میں سے کئی ایک اس مرض سے متاثر ہوتے ہیں۔ خاص طور پر گائیں اس سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ اور جب ایسے جانوروں کا دودھ دوسرے جانوروں کے دودھ میں ملا دیا جاتا ہے تو تمام دودھ ہی میں اس بیماری کے جراثیم شامل ہو جاتے ہیں۔ دودھ کو استعمال کرنے سے پہلے اچھی طرح ابال لیا جائے تو یہ جراثیم ختم ہو جاتے ہیں۔ اور اسی طرح شہروں کے لوگ چونکہ دودھ کو ابال کر ہی استعمال کرتے ہیں اس طرح عام طور پر وہ اس خطرے سے محفوظ رہتے ہیں لیکن دیکھا گیا ہے کہ ہمارے دیہاتی بھائی بعض دفعہ دودھ کو ابالنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ اور بعض دفعہ کئی منچلے تو براہ راست دودھ بھینس یا گائے کے تھنوں سے ہی پی لیتے ہیں چونکہ کچے دودھ میں تپ دق سے متاثرہ جانور کے جراثیم موجود ہوتے ہیں جو صرف ابالنے سے ہی مر سکتے ہیں۔ لہذا ہمارے دیہاتی بھائیوں کو اس بات کا خاص خیال کرنا چاہیئے۔ اور دودھ کو ہمیشہ ابال لینے کے بعد ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ان کمروں میں جہاں رات کے وقت جانور باندھے جاتے ہیں سونا خطرے کا باعث ہو سکتا ہے کیونکہ متاثرہ جانوروں کے سانس کے ذریعے اس بیماری کے جراثیم انسان کو منتقل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ایسے کمروں میں سونے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

۲۔ تشنج یا چاندنی

یہ ایک نہایت خطرناک بیماری ہے اور اس کے جراثیم گھوڑے یا گدھے کی لید میں پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص سڑک پر یا باہر کسی جگہ زخمی ہو جائے تو یہ جراثیم اس کے زخم کے ذریعے جسم میں داخل ہو کر اس بیماری کا موجب بنتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی مہلک مرض ہے۔ لیکن اس بیماری سے بچاؤ کا ٹیکہ لگوانے سے اس سے بچت ہو جاتی ہے۔ اس لئے کسی بھی حادثہ ہونے کی صورت میں سب سے پہلے اس بیماری سے بچاؤ کا ٹیکہ ضرور لگوائیں۔

۳۔ ہلکا یا باولا پن

یہ ایک نہایت مہلک اور لاعلاج مرض ہے۔ یہ کسی ایسے جانور کے کاٹنے سے لاحق ہو سکتی ہے جو خود اس بیماری میں مبتلا ہو۔ عموماً کتوں کے کاٹنے کی وجہ سے یہ حادثات پیش آتے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنے پالتو کتوں کو بروقت اس بیماری کے انسدادی ٹیکے لگوائیں۔ اور اس طرح اپنے آپ کو اس بیماری سے محفوظ کر لیں۔ دیگر پالتو جانور جن کو اس بیماری میں مبتلا کتے نے کاٹا ہو ان کو بھی محکمہ امور حیوانات کے تعاون سے انسدادی ٹیکے لگوا کر محفوظ کر لیں تاکہ یہ بیماری دودھ یا دوسرے طریقوں سے انسانوں میں منتقل نہ ہو سکے۔

۴۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی بیماریاں ہیں جو جانوروں سے انسانوں کو لگ سکتی ہیں۔ مثلاً مالٹا فیور، خارش، اسقاط حمل، پیٹ کے کرم وغیرہ جن کا علاج کروایا جا سکتا ہے اور عموماً مہلک نہیں ہوتیں۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل مشورے فائدہ مند ہو سکتے ہیں:۔

۱۔ دودھ کو ہمیشہ ابال کر پینا چاہیئے

۲۔ بیماریوں میں مبتلا جانوروں کا گوشت کھانے سے احتراز کرنا چاہیئے کیونکہ کچھ حیوانی بیماریاں گوشت کھانے

باقی صفحہ ۸ پر

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

تعالیٰ کے اس قدر احسانات کے ہوتے ہوئے جن کا کوئی حساب نہیں (ایماندار) کو کس ایمان کا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ اور اگر کبھی اس کے لئے تکلیف برداشت کرنی پڑے تو کس خوشی سے اس کو قبول کرنا چاہیئے۔ پس ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ وہ سوچتا رہے کہ مجھ میں لقمان کی روح ہے یا شیطان کی۔ اگر اس کے اندر لقمان کی روح ہے اور خدا تعالیٰ کی باتوں کو ماننے کے لئے ہر وقت تیار ہے اور کسی وقت اس کے احکام میں اپنے آپ کو سرکش نہیں پاتا بلکہ ہر وقت ہر رنج و راحت پر صبر کرنے والا ہے تو وہی کامیاب اور مظفر و منصور ہو سکتا ہے والا وہ اپنے ایمان پر بھروسہ نہ کرے۔ اس کا ایمان اسی وقت کام آسکتا ہے جبکہ وہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہو اور اگر وہ اپنے ایمان پر بھروسہ کرے گا تو وہ ایمان ضرور اسے نامرادی کا منہ دکھائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۱۵ء)

بقیہ سول ڈیفنس صفحہ ۶ سے آگے

بچاؤ کی سروس (۱۳) گیس پہچاننا اور اس کا ازالہ (۱۴) سول ڈیفنس مشترکہ ڈپو

حملے کے بعد کی تدابیر

(i) آفت زدہ افراد کی امداد (ii) جائیداد سنبھالنا (iii) معمولی نقصان زدہ سڑکوں اور عمارتوں کو ٹھیک کرنا (iv) خطرناک عمارتوں کو گرانا (v) بند سڑکوں سے تجاوزات ہٹا کر انہیں کھولنا (vi) لازمی سروسوں کی بحالی (vii) مردوں کی تدفین (viii) معلوماتی مراکز کا قیام (ix) بھیڑ کو روکنا،

یہ شہری دفاع کی تنظیم کا ایک اجمالی خاکہ ہے۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

مسلمانوں کو جمع کر کے سعد بن ابی وقاص کا خط انہیں سنایا اور حسب ذیل تقریر کی۔ "مسلمانو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہتا ہوں۔ میں خود خدا کا غلام ہوں۔ البتہ خلافت کا بار گراں میرے اوپر ڈالا گیا ہے۔ اگر میں اسی طرح تمہاری خدمت کر سکتا کہ تم شکم سیر ہو کر چین سے گھر میں سوؤ تو میرے لئے عین سعادت ہے۔ اگر میں خواہش کروں کہ تم میرے دروازے پر حاضری دیا کرو تو میری بدبختی ہے اس وقت مجھے خوشی کم میسر ہو گی اور غم زیادہ۔"

(تاریخ اسلام حصہ اول صفحہ ۱۶۶تا۱۶۸)

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

لٹر اور بکریوں میں ۴ لٹر رکھی جاتی ہے گائیوں اور بھینسوں میں اول انعام دس ہزار روپے اور چیلنج کپ، اور بکریوں میں ۱۵۰۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ سب سے زیادہ دودھ دینے والی بھینس کو پچاس ہزار روپے کے صدارتی انعام کا تعین کیا گیا ہے۔ ۱۹۹۰ء میں سب سے زیادہ دودھ دینے والی گائے جو کہ دوغلی نسل سے تھی نے ۶۲۴۶ لٹر دودھ دے کر ریکارڈ قائم کیا۔

جدید زراعت مارچ ۹۱،

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

دینا۔ وہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے غیر متناہی ترقیات کا سلسلہ کھلا رکھا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے انسان کے غیر متناہی ترقیات کا سلسلہ کھلا رکھا ہے تو کوئی ترقی ایسی نہیں ہو سکتی جس کے آگے ترقی کرنے کا مقام نہ ہو۔ انسان کو ہمیشہ اپنا پروگرام بدلتے رہنا چاہیئے۔ جوہڑ کے پانی کی طرح ساکن ہو جانا قوم کے لئے مفید نہیں ہوتا۔ کھڑا پانی سڑ جاتا ہے اور اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کسی قوم کے افراد کسی جگہ پہنچ کر ساکن ہو جائیں تو وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ ربوہ

روائتی زیورات جدید فیشن کیساتھ
شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون
دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی بچہ بھی میٹرک سے کم تعلیم کا نہ ہو

(ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

۱۔ "ایک ایسی جماعت پیدا ہو جانی چاہیئے پاکستان میں جس کا اپنے AGE GROUP کے لحاظ سے کوئی بھی فرد ایسا نہیں جو میٹرک پاس نہیں ہے۔"

۲۔ "میں علم کی بڑی چوڑی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں۔ وسعت کے لحاظ سے جب تک وسعت نہیں ہوگی اس وقت تک رفعت بھی نہیں ہوگی۔ جتنا اونچا مینار لیکر جانا ہو اتنی مضبوط بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ہر بچے کو خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتا ہے میٹرک پاس ہونا چاہیئے۔" خطبہ جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۰ء

ANAM TRAVELS

آپ کا اپنا ادارہ — انعم ٹریولز
دنیائے سفر میں — ٹیلیفون و ٹیلیکس
آپ کے ہم سفر — کی سہولت کیساتھ

ویزے کی معلومات اور خصوصی رعائتی ٹکٹوں کے حصول کیلئے نیز بیرونی ملک آپ کے سفر کیلئے ہماری مستعد خدمات آپ کیلئے ہیں۔ خدمت کا موقع دیجئے۔

۴۔ ڈی فیروز سنٹر (نزد طباق) فضل حق روڈ بلیو ایریا۔ اسلام آباد
ٹیلیفون: ۸۱۸۰۵۷، ۸۵۳۴۸۹
ٹیلیکس: ۵۴۵۹۲ TDISB

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

خدمت خلق خالق کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے
ساری دنیا کے مریضوں کو شفاء دے یارب
آج معلوم ہوا ہے کہ علالت کیا ہے

قدرت نے ہر مرض کا علاج پیدا کیا ہے۔ فطرت سے قریب تر طریقۂ علاج ہومیو پیتھی میں **جرمن ہومیو کورس** پیچیدہ اور پرانی امراض کا مؤثر اور کامیاب علاج ہیں۔ **اگر** آپ نے درج ذیل امراض میں ہر ممکن علاج کے بعد بھی افاقہ نہ پایا ہو تو یہ کورس ضرور آزمائیے۔

ناک کی جھلی کی سوزش پرانا نزلہ، زکام، ہڈی کا بڑھنا۔ (سائنوسائٹس)	معدہ، انتڑیوں کی سوزش گیس، زخم السر	پیٹ اور رحم کی ہر قسم کی رسولیاں گومڑ	بچوں کی نشوونما میں کمی۔ قد کا نہ بڑھنا، دانتوں کی تکالیف وغیرہ
گردہ، مثانہ و پتہ کی پتھری و سوزش	بے اولاد (مرد و خواتین) خواہ کسی بھی نقص کے باعث ہو نیز اولاد نرینہ سے محروم حضرات	کمر درد ریڑھ کی ہڈی کے مہرہ یا کسی بھی نقص کے باعث۔ عرق النساء	
امراض قلب انجائنا، دل کا بڑھ جانا، دل کا درد، سوزش وغیرہ	پراسٹیٹ غدود کا بڑھ جانا سوزش۔ رسولی	خارش خشک یا تر و دیگر جلدی امراض	بواسیر۔ ہر قسم کی خونی و بادی نشتر، خارش وغیرہ

اوقات کار: شام ۵:۳۰ تا ۸:۳۰ — تعطیل: بروز اتوار

عزیز ہومیو پیتھک سٹور
رحمن کالونی۔ یونیورسٹی روڈ۔ ربوہ (۳۵۴۶۰)
فون: ۸۱۴ (۰۴۵۲۴)

ملکی خبریں

○ راولپنڈی کے بارونق علاقے صدر میں بم کے زبردست دھماکے سے ۱۰ افراد ہلاک اور ۱۲ زخمی ہو گئے۔ بم کا دھماکہ اتنا زبردست تھا کہ تین منزلہ عمارت زمین بوس ہو گئی۔ یہ دھماکہ جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ کے راہنما ڈاکٹر فاروق حیدر کے کلینک میں ہوا امدادی کارروائیوں کے لئے فوج طلب کر لی گئی۔

○ مسٹر فاروق حیدر اور دیگر کشمیری راہنماؤں نے اپنے بیانات میں کہا ہے کہ پنڈی کے دھماکہ میں بھارتی خفیہ ایجنسی "را" کا ہاتھ ہے۔ کشمیریوں کی امداد سے روکنے کے لئے بھارت خوف و ہراس پھیلانا چاہتا ہے۔

○ لاڑکانہ کے قریب بس کے حادثہ میں ۲۱ افراد ہلاک اور ۲۰ زخمی ہو گئے۔

○ بھارت کی گولہ باری سے آزاد کشمیر کے علاقے میں مزید ۴ افراد شہید ہو گئے ہیں۔ پاک فوج کو جوابی کارروائی کا حکم دیا گیا ہے۔

○ جھنگ سے مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کے الزام میں دو افراد کو موت اور دو کو عمر قید کی سزا دی گئی ہے۔ فیصلہ تین دن کی مسلسل سماعت کے بعد ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے دیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ تمام پولیس سیاست دانوں کے پیچھے لگائی گئی ہے لہذا امن و امان پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہم صدر غلام اسحق خان کو نہیں مانتے کیونکہ ان کی مدت صدارت ۸ مارچ ۱۹۹۰ء میں ختم ہو چکی ہے۔

○ سردار عبدالقیوم اور وزیر اعظم پاکستان کی دوستی بحال ہو گئی ہے۔ وزیر اعظم نے آزاد کشمیر میں نو تشکیل شدہ مسلم لیگ کی سرپرستی کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

بقیہ: صٹ سے آگے

سے بھی انسانوں کو لگ سکتی ہیں۔

۲۔ اپنے جانوروں کو حفاظتی ٹیکوں کے ذریعے محفوظ کر لیں۔ اور اس مقصد کے لئے محکمہ امور حیوانات ہر سطح پر موجود ہے۔

(ماہنامہ جدید زراعت مارچ ۹۱ء)

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں سری نگر میں مختلف واقعات میں بھارتیوں نے چالیس کشمیری مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ سری نگر کے قبرستان کے قریب جہاں کشمیری مسلمان چار کشمیری حریت پسندوں کی نماز جنازہ میں شریک تھے بھارتیوں نے لوگوں کے ہجوم پر فائرنگ کر دی گیارہ افراد موقعے پر شہید ہو گئے بھارتی مسلسل دس منٹ تک فائرنگ کرتے رہے۔ بھارتیوں کی اس ظالمانہ کارروائی سے سخت بھگدڑ مچ گئی جس سے ۳۰ افراد زخمی ہو گئے۔ بھارتی فوج نے سری نگر کے قریب جنگل میں لکڑیاں کاٹنے والے سات مسلمانوں کو یہ کہہ کر ہلاک کر دیا کہ یہ حریت پسند تھے اور کسی کارروائی کی تیاری کر رہے تھے۔

○ امرتسر کے قریب سکھوں اور بھارتی فوج کے درمیان جھڑپوں کے نتیجے میں ۱۱ افراد ہلاک ہو گئے۔ سکھوں نے بھارتی پولیس کے ایک ڈی آئی جی اور ایک انتخابی امیدوار کو ہلاک کر دیا۔ حالیہ انتخابی مہم شروع ہونے کے بعد بھارتی پنجاب میں یہ تیسرا انتخابی امیدوار ہے جو ہلاک ہو چکا ہے۔ ترن تارن کے قریب سکھوں اور پولیس میں جھڑپ سے تین کانسٹیبل ہلاک ہو گئے۔

○ ایک چار رکنی کرد وفد نے صدر صدام حسین سے ملاقات کی ہے اور ان سے کرد علاقے کی خود مختاری پر بات چیت کی ہے۔

○ عراق کی انقلابی کمان کونسل نے حالیہ بغاوت میں شامل ہونے والوں کے لئے عام معافی کا اعلان کیا ہے۔

○ امریکی جاسوسی ادارے سی آئی اے کے ڈائریکٹر مسٹر ولیم ویبسٹر نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ صدر بش نے ان کے استعفے پر حیرت کا اظہار کیا ہے۔

○ امریکی اخبار واشنگٹن ٹائمز نے کہا ہے کہ صرف پاکستان کو ہی نشانہ نہ بنایا جائے بلکہ بھارت کا ایٹمی پروگرام بھی ختم ہونا چاہیئے۔